

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

جواز الاحتفال

ب

میلا و صاحب الجمال

(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

تالیف

شیخ الحدیث والتفسیر

پیرسائیں غلام رسول قاسمی قادری نقشبندی

دامت برکاتہم العالیہ

ناشر

مکتبہ رحمۃ للعالمین

نزد NIB بینک سیٹھی بازارہ اسلمہ والی گلی بلاک 5 سرگودھا

0300-6004816--048-3215204--0303-7931327

بحضور آ مرونہی ﷺ

ہم پاک نبی کی یادوں کو سینے میں بسایا کرتے ہیں
جب یار کی باتیں ہوتی ہیں تو کیف اٹھایا کرتے ہیں
وہ خود میلا دمناتے تھے ہر چہرہ کو روزہ رکھتے تھے

ہم اس لئے سرورِ عالم کا میلا دمنایا کرتے ہیں
لکھا ہے بخاری کے اندر صلواتِ خدا کا یہ معنی
وہ اُن کی ثناء خوانی کے لئے محفل کو سجایا کرتے ہیں
بولہب نے بھی جس انگلی سے اُن کا میلا دمنایا تھا

اب تک اُس انگلی سے اُس کو کچھ آبِ پلایا کرتے ہیں
آقا کی مدینے آمد پر اک نعت پڑھی تھی بچیوں نے
ہم اس لئے اُن کی ثناء خوانی بچوں کو سکھایا کرتے ہیں
آپس میں صحابہ کرتے تھے سرکار کی صورت کی باتیں

ہم سیرتِ صورتِ دونوں کو آپس میں ملایا کرتے ہیں
رب کے احسانوں کے بدلے میں شکر بجا نا دا جب ہے
اُن کے میلا دکی صورت میں ہم شکر بجا یا کرتے ہیں
پڑھیے حاجی امداد اللہ کیا خوب وضاحت کرتے ہیں

میلا دکی محفل میں جا کر وہ لطف اٹھایا کرتے ہیں
ایمان غلامِ رسول کا ہے مغفور ہوئے انشاء اللہ
جو لوگ محبت سے اُن کا میلا دمنایا کرتے ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى الْمَنْبُغُوثِ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ
 وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ آمَنًا بَعْدَ

محافل میلاد مصطفیٰ علیہ الخیرۃ والثناء کا منقہ کرنا شرعاً مستحب ہے۔ کسی مستحب کام کے لیے قطعی ثبوت اور قطعی الدلالت نص کا پایا جانا ضروری نہیں ہوتا۔ قطعیت کے ساتھ ثابت ہونے والا حکم تو فرض ہوتا ہے۔ مستحب کام کے لیے قرآن کا سرسری حکم اور اشارہ کافی ہوتا ہے۔ یا پھر مستحب کام کے ثبوت کے لیے حدیث ضعیف بھی کافی ہوتی ہے۔ اور اگر قرآن و سنت میں کوئی ثبوت نہ مل رہا ہو تو اس کے لیے محض علماء و مشائخ کا اس کو اچھا سمجھنا کافی ہوتا ہے۔

نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ جس کام کو مومن اچھا سمجھیں وہ اللہ کو بھی اچھا لگتا ہے۔ مَا زَاةُ الْمُؤْمِنُونَ حَسَنًا فَهِيَ عِنْدَ اللَّهِ حَسَنٌ (موطأ امام محمد صفحہ ۱۴۴)۔

بہت سے علماء نے اسے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تک موقوف لکھا ہے۔ کچھ بھی ہو احناف علیہم الرحمۃ نے اس سے استحباب اخذ فرمایا ہے ولا شک فیہ۔

جو لوگ میلاد کے ثبوت کے لیے قرآن کی قطعی الدلالت آیت یا تصریح اور عبارت کا مطالبہ کرتے ہیں، انہیں اتنا بھی معلوم نہیں کہ دلیل ہمیشہ دعوے کے مطابق طلب کی جاتی ہے ہمیں ان لوگوں کے نالائق ہونے میں کوئی شک نہیں۔ اب ہمارے دعوے کے مطابق قرآن و سنت اور علماء و مشائخ کے اقوال و تعامل سے دلائل ملاحظہ فرمائیے۔

نفس میلاد کے جواز پر دلائل

(۱) ارشاد باری تعالیٰ ہے: قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَلِكَ فَلْيَفْرَحُوا لَعَلَّكُمْ فُحْشًا (یونس: ۵۸)۔
 فضل اور اسکی رحمت کا موقع ہو تو اس چیز پر فرحت منایا کرو (یونس: ۵۸)۔

اس آیت میں اللہ کے فضل اور اس کی رحمت پر خوشیاں منانے کا حکم ہے۔ نبوت اللہ کا فضل بھی ہے اور نبی کریم ﷺ اللہ کی رحمت بھی ہیں۔ لہذا نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت کے موقع پر خوشی منانا اس آیت کی دلالت سے ثابت ہوا۔ آیت میں ذلک کا اشارہ واحد ہے۔ حالانکہ اس کا مشاڑ الیہ دو چیزیں ہیں۔ فضل اور رحمت۔ یہ اس بات کا بہترین قرینہ ہے کہ فضل اور رحمت کے الفاظ کو محبوب کریم ﷺ کی اکیلی ذات پر چسپاں کیا جائے کیونکہ آپ ﷺ اللہ کا فضل بھی ہیں اور رحمت بھی۔

(۲) اللہ کریم نے فرمایا: وَآمَنًا بِعَمَتِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ یعنی اور اپنے رب کی نعمت کو بیان

کرو (النحی: ۱۱)۔

اس آیت میں اللہ کی نعمت کو بیان کرنے کا حکم ہے۔ نبی کریم ﷺ اللہ کی سب سے بڑی نعمت ہیں۔ لہذا اس نعمت کو بیان کرنا بھی اس آیت کی دلالت سے بدرجہ اولیٰ ثابت ہوا۔

قرآن شریف کی آیت اَلَمْ تَرَ اِلٰی الَّذِیْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًاۙ سُوْرَةُ اِبْرٰہِیْمَ: (۲۸) کی تفسیر میں سیدنا عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: هُمْ وَاللّٰهُ كُفْرًا فَرَضِیْش، قَالَ غَمَزُوْهُمُ فَرَضِیْش وَفَحَمَزُوْهُ نِعْمَتَ اللّٰهِ یعنی اللہ کی نعمت کو بدلنے والوں سے مراد قریش کے کفار ہیں اور حدیث کے راوی عمرو فرماتے ہیں کہ وہ قریش تھے اور اللہ کی نعمت سے مراد محمد ﷺ ہیں (بخاری حدیث: ۳۹۷۷، ۴۰۰۷)۔

(۳) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَاشْكُرُوا لِلّٰهِ الَّذِیْ لَا تَكْفُرُوْنَ یعنی میرا شکر ادا کرو اور میری نعمت کی ناشکری مت کرو (البقرہ: ۱۵۲)۔

محبوب کریم ﷺ کی تشریف آوری سب سے بڑی نعمت ہے۔ اس نعمت پر شکر ادا کرنا بھی اس آیت کی دلالت سے ثابت ہے۔

(۴) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْهِمْ رَسُوْلًاۙ لِّیَقْبِیْنَ اللّٰہَ اٰیْمَانُ وَالْوَلُوْاۙ عَلٰی اِحْسَانٍ فرمایا ہے کہ ان میں عظمت والا رسول بھیجا (آل عمران: ۱۶۳)۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کے حلقہ میں تشریف لائے اور فرمایا: تم لوگ یہاں کس وجہ سے بیٹھے ہو؟ انہوں نے عرض کیا ہم اللہ کا ذکر کر رہے ہیں، اور اس کا شکر ادا کر رہے ہیں کہ اس نے ہمیں اسلام کی ہدایت دی اور آپ کے ذریعے ہم پر احسان کیا وَمَنْ عَلَيْنَا بَکَ فرمایا: کیا اللہ کی قسم واقعی تم اسی وجہ سے بیٹھے ہو؟ انہوں نے عرض کیا اللہ کی قسم صرف اسی وجہ سے بیٹھے ہوئے ہیں، فرمایا میں نے تم سے اللہ کی قسم اس لیے نہیں اٹھوائی کہ تم پر الزام لگا رہا تھا، بلکہ میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے ہیں اور مجھے خبر دی ہے کہ اللہ عز وجل تم لوگوں کی وجہ سے فرشتوں میں فخر کر رہا ہے (مسند احمد ۴/۱۳۴، طبرانی کبیر حدیث: ۱۶۰۵۷)۔

یہ حدیث مسلم، ترمذی اور نسائی میں بھی موجود ہے، لیکن وہاں هَذَا اَنَا لِلْاِسْلَامِ وَمَنْ عَلَيْنَا بہ کے الفاظ موجود ہیں (مسلم حدیث: ۶۸۵۷، ترمذی حدیث: ۳۳۷۹، نسائی حدیث: ۵۴۳۰)۔ ان الفاظ کا نتیجہ اور مآل بھی نبی کریم ﷺ ہی کے ذریعے سے احسان ہے۔

(۵) حدیث شریف میں ہے کہ: اَنْ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَبَّلَ عَنْ صَوْمِ الْاِثْنِیْنِ فَقَالَ فِیْہِ وَلَدْتُ وَفِیْہِ اَنْزَلَ عَلَیَّ یعنی رسول اللہ ﷺ سے سوموار کا روزہ رکھنے کی وجہ پوچھی گئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں

(٦) وَلَوْ يَدُّ مَوْلَاةٌ لِأَبْنِي لَهَبٍ كَانَ أَبُو لَهَبٍ أَعْتَقَهَا فَأَرْضَعَتْ النَّبِيَّ ﷺ فَلَمَّا مَاتَ أَبُو

سَقِيتُ فِي هَذِهِ بَعَثَاتِي ثَوِيْمَةً لِعَنَى ثَوِيْمَةِ ابُولَهَبِ كِي لَوْنَدِي تَحِيْسُ جَنُهِيْسُ ابُولَهَبِ نِي (نَبِي كَرِيْم ﷺ) كِي

تھا۔ جب ابولہب مر گیا تو وہ اپنے گھر کے ایک فرد (حضرت عباس ؓ) کو خواب میں ملا۔ انہوں نے

پوچھا تیرا کیا حال ہے۔ اس نے کہا: جب سے یہاں آیا ہوں برا حال ہے مگر ٹوٹیہ کو آزاد کرنے کی وجہ

سے مجھے اس انگلی میں سے یانی ملتا رہتا ہے (بخاری ۲/۷۶۴)۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ میلا د پر خوشی منانا اللہ کریم کو اتنا پسند ہے کہ ابولہب جیسے کافر کو

بھی اس پر کچھ نہ کچھ اجڑل رہا ہے۔ اور اگر ایک کافر کو اس پر اجڑل رہا ہے تو مسلمان کو اس کا اجر بدرجہ

ادلی ملے گا۔ واضح رہے کہ علامہ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ نے فتح الباری میں اور ملا علی قاری نے المورد المروی

میں ان حدیثوں سے میلاد کے حق میں استدلال کیا ہے۔

(۷) جامع ترمذی میں ایک باب کا نام یہ ہے: باب ما جاء في ميلاد النبي ﷺ اس باب میں ایک

حدیث ہے اور وہ اس طرح ہے۔ پڑھے اور ایمان تازہ کیجیے۔

سَأَلَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ قَبَاتَ ابْنِ أَشِيْمٍ أَخَا بَنِي يَعْصَرَ بْنَ لَيْثٍ أَنْتَ أَكْبَرُ أَمْرٍ رَسُولُ

اللَّهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَخْبِرْ مِنِّي وَأَنَا أَقْدَمُ مِنْهُ فِي الْمَيْلَادِ يَعْنِي حَضَرَ عُمَانَ غَنِيٌّ نَزَلَ قَاتِ

ابن اشیمؓ سے پوچھا کہ آپ بڑے ہیں یا رسول اللہ ﷺ بڑے ہیں۔ انہوں نے فرمایا رسول اللہ ﷺ

مجھ سے بڑے ہیں۔ مگر میں پہلے پیدا ہوا تھا (ترمدی ۲/۲۰۳)۔

اولاً: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان آپس میں مذاکرہ میلاد کرتے تھے۔

ثانیاً: اس حدیث میں محبوب کریم ﷺ کے ادب کی زبردست تعلیم موجود ہے کہ صحابی نے عمر میں زیادہ

ہونے کے باوجود خود کو بڑا نہیں کہا بلکہ نہایت سلیقے سے مات کی ہے۔

مثلاً: ترمذی کا یہ باب بتا رہا ہے کہ لفظ میلاد النبی ﷺ کوئی نیا لفظ نہیں، اور چودھویں صدی کی پیداوار

نہیں۔

(۸) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ اور حضرت ابو بکر

صدق ﷺ نے میرے پاس اپنے ملاو کا ذکر فرمایا تذاکر رسول اللہ ﷺ و ابو بکر جیلادھما

عَنْدِي، رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ابوبکر سے بڑے تھے (طبرانی کبیر حدیث: ۲۸)۔ اس حدیث کو پیشی نے مجمع الزوائد میں نقل فرمایا ہے اور فرمایا اسنادہ حسن (مجمع الزوائد ۹/۶۰)۔

اختفال پر مزید دلائل

(۱) اللہ کریم جل شانہ نے تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو عالم ارواح میں جمع فرما کر ان سے وعدہ لیا کہ جب میں آپ لوگوں کو کتاب و حکمت دوں، اور پھر آپ لوگوں کی طرف شان والا رسول آ جائے جو آپ کے پاس والی چیز کی تصدیق کرے تو آپ اس پر ضرور ایمان لانا، اور اس کی مدد ضرور کرنا۔ قرآن کے اصل الفاظ یہ ہیں: وَإِذَا أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْنَاكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتَقُولُنَّ يَهُوَ لَتُنْضِرْتَهُ (آل عمران: ۸۱)۔

مفسرین نے اس آیت کے دو معنی بیان فرمائے ہیں۔ ایک یہ کہ ہر نبی سے اس کے بعد والے نبی کے حق میں وعدہ لیا گیا تھا۔ اگر یہ معنی لیا جائے تو پھر بھی ہمارے نبی کریم ﷺ کے حق میں وعدہ لیا جانا ثابت ہوا۔ چنانچہ منکرین میلاد کے ایک بزرگ خود تسلیم کرتے ہیں کہ جب حضور ﷺ کی رسالت دلائل سے ثابت ہے تو لامحالہ آپ اس عہد کے مضمون میں داخل ہیں۔ (حاشیہ بیان القرآن صفحہ ۵۳) اور یہی بات ان کے ایک اور عالم نے حاشیہ عثمانی صفحہ ۱۰۳ پر لکھی ہے۔

مفسرین نے دوسرا معنی یہ بیان فرمایا ہے کہ یہ وعدہ ہی سرے سے ہمارے نبی کریم ﷺ کے حق میں لیا گیا تھا۔ سیدنا علی المرتضیٰ اور سیدنا ابن عباس، قتادہ اور سدی رضی اللہ عنہم نے یہی معنی بیان فرمائے ہیں۔ أَخَذَ الْمِيثَاقَ مِنَ النَّبِيِّينَ فِي أَمْرِ مُحَمَّدٍ ﷺ خَاصَّةً وَهُوَ قَوْلِي وَعَلِيَّ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَفَتَاةَ وَ الشَّيْخِ (خازن ۱/۲۶۷)۔

معروف درسی کتاب جلالین میں لکھا ہے کہ اس آیت میں ثُمَّ جَاءَ كُمْ رَسُولٌ سے مراد نبی کریم ﷺ ہیں۔ هُوَ مُحَمَّدٌ ﷺ (جلالین صفحہ ۵۵) یہی بات مدارک صفحہ ۲۶۸ وغیرہ پر لکھی ہے۔

خازن میں یہ بھی لکھا ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام اپنی امتوں سے وعدہ لیتے تھے کہ جب محمد ﷺ آجائیں تو انکی مدد کرنا۔ یہ بات بے شمار مفسرین نے لکھی ہے (خازن جلد ۱ صفحہ ۲۶۸)۔ الغرض اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کے دنیا میں جلوہ افروز ہونے سے متعلق تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی محفل منعقد کرنے کا تذکرہ فرمایا ہے۔ ثُمَّ جَاءَ كُمْ رَسُولٌ سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ اس آیت کا تعلق نہ صرف ذکر مصطفیٰ ﷺ سے ہے بلکہ میلاد مصطفیٰ ﷺ سے بھی ہے۔ اور پھر تمام انبیاء علیہم السلام کا اپنی اپنی امتوں سے محافل میلاد منعقد کرنا بھی بے شمار مفسرین نے صراحت سے بیان فرما دیا ہے۔

(۲) ایک اور آیت میں اللہ کریم نے فرمایا ہے: اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يَصَلُّوْنَ عَلٰی النَّبِيِّؐ یعنی بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر صلوٰۃ پڑھتے ہیں (احزاب: ۵۶)۔

امام بخاری علیہ الرحمہ نے ابو العالیہ تابعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی حدیث نقل فرمائی ہے کہ اللہ کے اپنے حبیب ﷺ پر صلوٰۃ پڑھنے سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کی محفل میں اپنے حبیب ﷺ کی ثنا خوانی کرتا رہتا ہے۔ صَلَّوْهُ اللّٰهُ ثَنَائُهُ عَلَيْهِ عِنْدَ الْمَلَائِكَةِ (بخاری ۲/ ۷۰۷)۔

میلا دکو جشن میلا دکہنا

حدیث شریف میں ہے کہ جب نبی کریم ﷺ ہجرت کر کے مدینہ شریف تشریف لے گئے تو مدینہ کے حبشیوں نے آپ ﷺ کی تشریف آوری پر جشن کے طور پر چھوٹے چھوٹے نیزوں کے ذریعے کھیل کھیلایا۔ حدیث شریف کے اصل الفاظ یہ ہیں: لَعِبَتْ الْحَبَشَةُ بِحِزَابِهِمْ فَرَحًا لِّقُدُومِهِ (ابوداؤد، مشکوٰۃ صفحہ ۵۳، الوفا صفحہ ۲۵۲)۔

ہم نے اس حدیث کے لفظ ”فرحاً“ سے جشن مراد لیا ہے۔ اور یہ آیت قرآنی ”فَبِذَلِكَ فَلْيَفْرَحُوا“ کو یاد رکھنے کا بہترین موقع ہے۔ اس آیت میں بھی ”فرحت“ کا لفظ استعمال ہوا ہے۔
کتکتے کی بات یہ ہے کہ شریعتِ مطہرہ میں مسرت جائز ہے۔ مگر فرحت کو عام حالات میں اللہ تعالیٰ نے ناپسند فرمایا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِيْنَ (قصص: ۷۶) اس لیے کہ اس میں مسرت سے بڑھ کر فخر و اباہت اور جشن کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ قرآن میں باقی ہر جگہ فرحت کی مذمت کی گئی ہے مگر صرف اور صرف اللہ کے فضل اور اس کی رحمت کے موقع پر فرحت منانے کا حکم ہوا ہے۔ ”فَبِذَلِكَ فَلْيَفْرَحُوا“ امام راغب اصفہانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: وَلَمْ يَزُجْخُضْ فِي الْفَرْحِ الْاَفْرِحُ قَوْلُهُ فَبِذَلِكَ فَلْيَفْرَحُوا یعنی اللہ تعالیٰ نے ”فَبِذَلِكَ فَلْيَفْرَحُوا“ کے علاوہ کہیں فرحت کی اجازت نہیں دی (مفردات راغب صفحہ ۳۸۹)۔ اور زیر بحث حدیث میں بھی ”فَرَحًا لِّقُدُومِهِ“ کے الفاظ ہیں۔ معلوم ہوا کہ خوشی منانے کا وہ انداز جو عام حالات میں مناسب نہیں وہ نبی کریم ﷺ کی تشریف آوری پر جائز ہے۔ اور وہ جشن ہی ہے۔ حتیٰ کہ ملا علی قاری علیہ الرحمۃ نے حبشیوں کے کھیلنے سے ان کا رقص کرنا مراد لیا ہے۔ لَعِبَتْ اَيْ زَقَصَتْ (مرقاۃ ۱۱۵/ ۲۳۱)۔

فقیر عرض کرتا ہے کہ حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمہ نے رقص کا لفظ آج کل کے معروف معنی میں استعمال نہیں فرمایا۔ بلکہ جب دو کھلاڑی ایک دوسرے کی تلوار پر تلوار مار کر یا نیزہ پر نیزہ مار کر اچھل کود کا مظاہرہ کرتے ہیں تو اس اچھل کود کو جزوی مشابہت کی وجہ سے رقص کہا ہے اور الحمد للہ اہل سنت جائز اور ناجائز میں تمیز کرنا اچھی طرح جانتے ہیں۔

جلوس نکالنے اور نعرے لگانے کا ثبوت

حدیث شریف میں ہے کہ محبوب کریم ﷺ ہجرت کر کے مدینہ شریف تشریف لائے تو اہل مدینہ طیبہ نے یوں استقبال کیا کہ مرد اور عورتیں مکانوں کی چھتوں پر چڑھ گئے اور نوجوان و غلام طبقہ مختلف راستوں میں پھیل گیا، اور وہ لوگ نعرے لگا رہے تھے: یا محمد یا رسول اللہ، یا محمد یا رسول اللہ (مسلم شریف ۲/۳۱۹)۔ اس حدیث میں لوگوں کا چھتوں پر چڑھ جانا اور ہر طرف پھیل جانا جلوس کی مکمل شکل ہے، اور رسالت کے نعرے نور علی نور ہیں اور ایسی حدیث کا صحیح مسلم میں منقول ہونا کرم بالائے کرم ہے۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن سلامؓ فرماتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ مدینہ شریف تشریف لائے تو لوگ اٹھ پڑے اور میں خود بھی ان میں شامل تھا۔ اِنْجَعَلَ النَّاسُ وَكُنْتُ فِيْمَنْ أَتَى (الوقاف صفحہ ۲۵۳)۔ لوگوں کے اس انجفال (اٹھ کر آجانے) میں جلوس کا مکمل حلیہ موجود ہے۔ یہ جلوس میلاد کا جلوس نہ سہی لیکن ایمان داری سے بتائیے کہ اس حدیث میں میلاد وغیرہ کے جلوسوں کا واضح ترین اشارہ موجود ہے کہ نہیں؟ اگر شراب کی حرمت سے میر و مین کی حرمت نکل رہی ہے، اور اگر مکبر کے ثبوت سے لاؤڈ سپیکر کا ثبوت مل رہا ہے، بلکہ فقہاء کی عبارات میں سے معمولی سا جز یہ دستیاب ہو جانے سے بے شمار نئی باتوں کا جواز کھینچ لیا جاتا ہے، تو پھر ان حدیثوں کے ہوتے ہوئے جلوس میلاد کے جواز میں کیا شک و شبہ باقی رہ سکتا ہے۔ محبوب کریم ﷺ نے ہر سوموار کو روزہ رکھ کر اپنی امت کو میلاد کی راہ پر ڈال دیا ہے۔ البتہ خود اپنی ولادت پر جلوس نکالنا ایسی چیز ہے جس میں خود پسندی اور خود نمائی پائی جاتی ہے اور نبی کریم ﷺ ان چیزوں سے پاک ہیں۔ ایسے کام غلاموں کے اپنے کرنے کے ہوتے ہیں۔ اسکی بہت سی مثالیں شریعت سے دی جاسکتی ہیں۔ ایک واضح مثال استقبال مدینہ والی احادیث ہیں۔ مدینہ والوں کو نبی کریم ﷺ نے ہرگز یہ حکم نہیں دیا تھا کہ میرا استقبال ایسی شان و شوکت، ایسے کھیل، نعروں اور نعت خوانی سے کرنا۔ غلاموں نے از خود اس کا بندوبست کیا اور غلامی کا حق ادا کیا اور کرتے رہیں گے۔

جھنڈے لگانے کا ثبوت

سفر ہجرت کے دوران حضرت بریدہؓ اسلمیؓ اپنے ستر ساتھیوں کے ہمراہ مسلمان ہوئے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ (ﷺ) آپ مدینہ شریف میں جھنڈے کے بغیر داخل نہیں ہوں گے۔ پھر انہوں نے اپنا عامہ کھول ڈالا۔ اسے اپنے نیزے میں باندھا، اور نبی کریم ﷺ کی سواری کے آگے آگے چلتے ہوئے مدینہ میں داخل ہوئے۔ اصل الفاظ یہ ہیں: لَا تَدْخُلُ الْمَدِيْنَةَ اِلَّا وَ مَعَكَ لَوَاۤءِيْ فَحُلَّ عِمَامَتُهُ ثُمَّ شَدَّهَا فَيُزْمَعُ لَمْ يَشْهَدْ بَيْنَ يَدَيْهِ (الوقاف صفحہ ۲۴)۔

نعت خوانی کا ثبوت

نبی کریم ﷺ حضرت حسانؓ کی خاطر مسجد میں منبر بچھواتے تھے اور وہ اس پر کھڑے ہو کر کفار کا مقابلہ کرنے کے لیے نبی کریم ﷺ کی نعت پڑھا کرتے تھے (بخاری، مشکوٰۃ صفحہ ۴۱۰)۔ اور ہجرت کے موقع پر استقبال کرنے والی خواتین نے اور چھوٹے بڑے بچوں نے مل کر یہ نعت پڑھی:

طَلَعَ الْبُذُرُ عَلَيْنَا مِنْ نَبِيَّاتِ الْوَدَاعِ
ہم پر چودہویں کا چاند نکلا ہے مکہ کے بارڈر والی پہاڑی سے
وَجَبَّ الشُّكْرُ عَلَيْنَا مَا دَعَا لِلَّهِ دَاعٍ
ہم پر شکر ادا کرنا واجب ہے قیامت تک کے لیے
أَيُّهَا الْمُبْعُوثُ فِينَا جِئْتَ بِالْأَمْرِ الْمَطَاعِ
اے ہماری طرف مبعوث ہونے والے تو اطاعت کے قابل حکم لایا ہے
أَنْتَ شَرَفْتَ الْمَدِينَةَ مَرْحَبًا يَا خَيْرَ دَاعٍ
تو نے مدینہ کو شرف بخشا ہے اے اچھی دعوت والے خوش آمدید
فَلَيْسَنَا ثَوْبٌ يَمْنٍ بَعْدَ تَلْفِيقِ الرَّقَاعِ
آج ہم نے یمن کے کپڑے پہنے ہیں پہلے ہمارے کپڑے پٹھے پرانے تھے
فَعَلَيْكَ اللَّهُ صَلَّيْ مَا سَعَى اللَّهُ مَسَاعٍ
تجھ پر اللہ کی طرف سے درود ہو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے

تشریح: جب نبی کریم ﷺ ہجرت کر کے مدینہ شریف میں تشریف لے گئے تو عورتوں اور بچوں نے استقبال کے موقع پر یہ نعت پڑھی تھی۔ اس نعت شریف کے پہلے شعر میں نبی کریم ﷺ کے حسن و جمال کا ذکر ہے۔ دوسرے شعر میں حضور ﷺ کی آمد پر قیامت تک شکر ادا ہوتے رہنے کا ذکر ہے۔ تیسرے شعر میں شریعت اسلامیہ کی اہمیت کا ذکر ہے۔ چوتھے شعر میں مدینہ شریف کا حضور ﷺ کی وجہ سے مشرف ہونا اور آپ ﷺ کو خوش آمدید کہنا مذکور ہے۔ پانچویں شعر میں حضور ﷺ کی تشریف آوری کے موقع پر اچھا اور پر تکلف لباس پہننے کا ذکر ہے۔ اور آخری شعر میں کھڑے ہو کر شعری درود شریف پڑھا گیا ہے۔ اور بنی نجار کی بچیوں نے الگ سے پڑھا:

لَنَحْنُ جَوَارِ مِنْ بَنِي النَّجَّارِ وَحَبَدًا مَحْمَدًا مِنْ جَادٍ (الوفاء صفحہ ۲۵۲)

ان شعروں میں پڑھا جا رہا تھا کہ ہم پر اللہ کا شکر اس وقت تک واجب ہے جب تک ایک شخص بھی دین کی دعوت دینے والا موجود ہے (یعنی قیامت تک)۔ اشارہ تو دور کی بات ہے، تصریح دستیاب ہو گئی کہ یہ منظر، یہ سماں اور یہ جشن قیامت تک جاری و ساری رہے گا۔ آج دنیا بھر کے جلوس میلاد ”مَاذَا عَلَيْنَا دَاعٍ“ کی وسعت سے باہر نہیں بلکہ اسی کی عملی تصویر ہیں۔

ہجرت کا دن کو نسا دن تھا

زہری سے روایت ہے کہ محبوب کریم ﷺ جس دن مدینہ منورہ پہنچے وہ دن سوموار کا تھا۔ بارہ تاریخ کی رات گزر چکی تھی اور ربیع الاول شریف کا مہینہ تھا۔ (الوفاء ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ صفحہ ۲۳۹)۔ اس حدیث سے معلوم ہو گیا کہ ہجرت اور میلاد کا مہینہ، تاریخ اور دن ایک ہی ہے۔ اس طرح واقعہ ہجرت کے تمام معمولات کو میلاد پر محمول کر لینا یا قیاس کر لینا سہل بھی ہے اور جائز بھی۔

جب تک شریعت کسی کام سے منع نہ کرے وہ جائز ہے

قرآن کی بے شمار آیات مثلاً قَدْ فَضَّلَ لَكُمْ مَا حَزَمَ عَلَيْكُمْ وغیرہ اور بے شمار احادیث مثلاً الحلال ما احل الله في كتابه والحرام ما حرم الله في كتابه (مشکوٰۃ صفحہ ۳۶۷) وغیرہ سے ثابت ہے کہ ہر چیز اصل کے لحاظ سے مباح ہے۔ جب تک قرآن و سنت میں اسکی ممانعت نہ پائی جائے۔ لہذا میلاد سے روکنے والوں کو چاہیے کہ ہم سے اسکا ثبوت طلب کرنے کی بجائے خود اسکی ممانعت کا ثبوت فراہم کریں لایاتون بدلیل۔

علماء اور اولیاء کے اقوال

برصغیر پاک و ہند میں علم حدیث پھیلانے والی سب سے پہلی شخصیت حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ ہیں جو دسویں صدی میں گزرے ہیں۔ ان کے بعد حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ کا نمبر آتا ہے، جو بارہویں صدی میں گزرے ہیں اور منکرین میلاد ان پر بہت اعتماد کرتے ہیں۔ اور اپنی حدیث کی سناد انہی سے جوڑتے ہیں۔ چشتی صابری سلسلے کے ایک معروف بزرگ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر کی رحمۃ اللہ تعالیٰ تیرھویں صدی کے آخر اور چودھویں صدی کے آغاز میں گزرے ہیں جو منکرین میلاد کے متفقہ شیخ اور صاحب سلسلہ بزرگ ہیں۔ یہاں ہم صرف انہی تین بزرگوں کے اقوال نقل کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔

(۱)۔ حضرت فتح عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں: اے اللہ میرا کوئی عمل ایسا نہیں ہے جسے تیرے دربار میں پیش کرنے کے لائق سمجھوں میرے تمام اعمال میں فسادِ نیت موجود رہتا ہے۔ مگر مجھے حقیر فقیر کا ایک عمل صرف تیری ذات پاک کی عنایت کی وجہ سے بہت شاندار ہے اور وہ یہ ہے کہ محفلِ میلاد کے موقع پر میں کھڑے ہو کر تیرے محبوب پر سلام پڑھتا ہوں اور نہایت ہی عاجزی و انکساری، محبت و خلوص کے ساتھ تیرے حبیب پاک ﷺ پر درود و سلام بھیجتا رہتا ہوں۔ اے اللہ وہ کونسا مقام ہے جہاں میلاد پاک سے زیادہ تیری خیر و برکت کا نزول ہوتا ہو۔ اس لیے اے ارحم الراحمین مجھے یقین ہے کہ میرا یہ عمل کبھی بے کار نہ جائے گا۔ بلکہ یقیناً تیری بارگاہ میں قبول ہوگا۔ اور جو کوئی درود و سلام پڑھے اور اس کے ذریعے دعا کرے وہ کبھی مسترد نہیں ہوگی (اخبار الاخیار صفحہ ۷۲۳ و ۷۲۴)۔

(۲)۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ: میرے والد ماجد حضرت شاہ عبد الرحیم علیہ الرحمہ ہر سووار کے دن باقاعدگی سے میلاد مناتے تھے اور کھانے کی کسی چیز پر نیاز و لا کر تقسیم کر دیتے تھے۔ ایک مرتبہ گھر میں کچھ نہ تھا۔ والد ماجد نے بھنے ہوئے چنے لیکر ان پر ہی نیاز دلا دی اور تقسیم کر دیے۔ رات کو خواب میں نبی کریم ﷺ کی زیارت ہوئی۔ آپ ﷺ کے سامنے وہ چنے رکھے تھے۔ آپ ﷺ خوش ہو رہے تھے۔ (حاصل الدلائل فی مبشرات النبی الامین از شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ)۔

(۳)۔ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر کی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں خود محفلِ میلاد میں شریک ہوتا ہوں۔ بلکہ ذریعہ برکات سمجھ کر ہر سال منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف و لذت پاتا ہوں۔ (فیصلہ ہفت مسئلہ صفحہ ۶، از حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ)۔

ان بزرگوں کے علاوہ بہت سے علماء نے اس موضوع پر مستقل کتابیں لکھی ہیں۔ علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ”المیلاد النبوی“ لکھی ہے۔ علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے ”حسن المقصد فی عمل المولد“ لکھی ہے۔ ملا علی قاری رحمہ اللہ نے ”المؤرد الزوئی فی المیلاد النبوی“ لکھی ہے، اور غیر مقلدین کے ایک عالم نواب صدیق حسن خان بھوپالی نے ”الشمامۃ العنبریۃ فی مولد خیر البریۃ“ لکھی ہے۔

میلاد منانے کے فوائد

- (۱) خدا کا میلاد نہیں ہو سکتا، اور جس کا میلاد منایا جائے وہ خدا نہیں ہو سکتا۔ گویا میلاد منانے والے خدا کی توحید کا اعلان کرتے ہیں۔ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُولَدْ۔
- (۲) میلاد منا کر ہم اللہ کی نعمت کا شکر ادا کرتے ہیں۔

وَجَبَّ الشُّكْرُ عَلَيْنَا مَا دَعَا إِلَهُ دَاعٍ

(۳) میلاد منا کر ہم ختم نبوت کا اعلان کرتے ہیں۔ گویا ہم نے دامن مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کو نہیں چھوڑا۔ الحمد للہ

(۴) میلاد منانے سے محبت رسول ﷺ میں اضافہ ہوتا ہے۔ اور جس کام سے محبت رسول ﷺ میں اضافہ ہوتا ہو وہ ناجائز نہیں ہو سکتا۔

میلاد پر اعتراضات کا رد

پہلا اعتراض:- میلاد منانا بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ کُلُّ بَدْعَةٍ ضَلَالَةٌ
جواب:- گزشتہ صفحات میں قرآن و سنت اور اقوال علماء و مشائخ علیہم الرحمۃ کو پڑھ لینے کے بعد میلاد کو بدعت کہنے کا کوئی جواز نہیں رہتا۔ ورنہ پھر شاہ عبدالحق، شاہ ولی اللہ، اور شاہ عبدالرحیم، حاجی صاحب، ابن جوزی، ملا علی قاری، اور علامہ سیوطی علیہم الرحمۃ کو بھی ضرور بدعتی کہہ دیجیے۔ صرف ہمیں بدعتی کہنے سے جان نہیں چھوٹے گی۔

ثانیاً: بدعت اس نئی چیز کو کہتے ہیں جس کی اصل اور بنیاد شریعت میں موجود نہ ہو۔ بخاری اور مسلم کے صاف الفاظ ہیں: مَنْ أَخَذَ فِيْ آفَرْنَا هَذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ زُذٌّ یعنی جو نیا کام دین میں سے نہ ہو (ما لَیْسَ مِنْهُ) وہ مردود ہے۔ یہ ما لَیْسَ مِنْهُ منکرین میلاد کو دعوتِ فکر دے رہا ہے۔ ورنہ اجتہاد اور قیاس کا دروازہ بند ہو جائے گا۔ اسی اصول کے پیش نظر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے نماز تراویح باجماعت پڑھی جاتی دیکھی تو فرمایا یہ اچھی بدعت ہے۔ نَعَمْ الْبَدْعَةُ هَذِهِ (بخاری جلد ۱ صفحہ ۲۶۹)۔

نیز محبوب کریم ﷺ نے فرمایا جس نے دین میں اچھا طریقہ رائج کیا اسے اسکا اجر ملے گا، اور اس پر عمل کرنے والوں کا بھی اجر ملے گا، اور جس نے برا طریقہ رائج کیا اسے اسکا گناہ ملے گا، اور اس پر عمل کرنے والوں کا گناہ بھی ملے گا۔ مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً لِحَدِيثِ (مسلم ۱/۳۲۷ ابن ماجہ صفحہ ۱۸)۔
بدعت کی تعریف سمجھنے کے لیے کل بدعت ضلالہ کے ساتھ ما لَیْسَ مِنْهُ اور نَعَمْ الْبَدْعَةُ
ہذہ اور مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً کو بیک وقت ملحوظ رکھنا، اور اجتہاد و قیاس کی اہمیت کو یاد رکھنا اور
اباحتِ اصلیہ کو دماغ میں رکھنا ضروری ہے۔

دوسرا اعتراض:- بارہ ربیع الاول کے تاریخ ولادت ہونے پر امت کا اتفاق نہیں۔

جواب:- اکثر علماء و مؤرخین کا قول ۱۲ ربیع الاول کا ہے۔ لیکن تاریخ میلاد خواہ کچھ بھی سہی۔ تاریخ کی
حمیت کا نفس میلاد سے کوئی تعلق نہیں۔ اگر آپ کی اپنی نیت صحیح ہے تو آپ اسی تاریخ کو میلاد منالیا کریں جو

تاریخ آپ کے نزدیک درست ہے۔ لیلة القدر بلاشبہ ایک پوشیدہ رات ہے اور ۲ رمضان کے لیلة القدر ہونے پر امت کا اتفاق ہرگز نہیں۔ پھر بھی تقریباً تمام اہل اسلام اور آپ خود بھی اسی رات کو شب بیداری کرتے ہیں اور کوئی نہیں کہتا کہ اس تاریخ پر اتفاق نہیں تم ایک فضول کام کر رہے ہو۔ اسی طرح قبلہ کی سمت معلوم نہ ہو تو تحری (اندازے) سے نماز پڑھ لینا جائز ہے۔ خواہ بعد میں معلوم بھی ہو جائے کہ نماز قبلہ رخ نہیں پڑھی گئی۔ بہر حال نماز ہو جاتی ہے۔ تو پھر تاریخ میلاد کا حقیقی یقین اور اس کا مستفہ ہونا کیونکر ضروری ہے۔

تیسرا اعتراض:- یہی دن نبی کریم ﷺ کی وفات کا بھی دن ہے۔ اس دن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے تھے۔ پھر اس دن خوشی منانا کیسے جائز ہو سکتا ہے۔

جواب:- پہلی بات تو یہ ہے کہ اس دن کے تاریخ وفات ہونے پر مسلمانوں کا اتفاق نہیں۔ بلکہ علماء نے لکھا ہے کہ حجۃ الوداع کے دن جمعہ تھا، اس لحاظ سے ذی الحج کی پہلی تاریخ کو جمعرات بنتی ہے، اب اگر اس کے بعد بیع الاول تک کے سارے مہینے تیس تیس دن کے لگائے جائیں، خواہ آتیس آتیس دن کے لگائے جائیں یا خواہ ایک مہینہ تیس کا اور ایک آتیس کا لگایا جائے، ہر لحاظ سے بارہ بیع الاول کو سوموار کا دن نہیں بتا لَا يَتَصَوَّرُ وَفَوْقَ وَفَاتِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ ثَانِي عَشَرَ ربيع الاول من سنة احدى عَشْرَةَ (البدایہ والنہایہ جلد ۵ صفحہ ۲۷۸)۔ آپ کو تاریخ میلاد پر عدم اتفاق بخوبی نظر آ گیا۔ مگر تاریخ وفات شریف پر عدم اتفاق کیوں نظر نہیں آیا۔ اور اگر یہی وفات کا دن ہے تو پھر کیا ہوا۔ آپ چاہتے کیا ہیں۔ کیا اس دن ماتمی جلوس نکالنے کا پروگرام ہے؟ ہمارا مشورہ یہ ہے کہ اس مصیبتوں کے پہاڑ والے دن آپ اکیلے ہی کسی بند کمرے میں ماتم فرمایا کریں۔ باہر اگر لوگوں نے آپ کا فتویٰ سن لیا یا ماتم کرتے ہوئے دیکھ لیا تو آپ کی جماعت کی بڑی رسوائی ہوگی۔ ہاں اگر آپ ہماری تحقیق جاننا چاہتے ہیں تو عرض ہے کہ ہمیں خوشی منانے کا حکم دیا گیا ہے (فَبِذَلِكَ فَلْيَفْرَحُوا - یونس: ۵۸) اور غم کو دبانے کا حکم دیا گیا ہے۔ (وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ - البقرہ: ۱۵۵) لہذا اگر غم اور خوشی اکٹھے آ جائیں تو خوشی منالینا اور غم نہ منانا شریعت کے عین مطابق ہے۔

محبوب کریم ﷺ نے فرمایا: خَيَاتِي خَيْرٌ لَّكُمْ... وَمَوْتِي خَيْرٌ لَّكُمْ الحديث یعنی میری حیات بھی تمہارے لیے بھلائی ہے، مجھ پر آسمان سے وحی نازل ہوتی ہے، اور میں تمہیں حلال اور حرام بتاتا ہوں اور میری وفات بھی تمہارے لیے بھلائی ہے، مجھ پر تمہارے اعمال ہر جمعرات کو پیش ہوں گے، تمہارے اچھے اعمال دیکھ کر میں اللہ کا شکر ادا کروں گا، اور تمہارے گناہ دیکھ کر اللہ سے استغفار کروں گا (الوفا صفحہ ۸۱۰)۔ قال النبی ﷺ رجاہ رجاہ الصبح

نیر فرمایا: اِنَّ اللہَ عَزَّ وَجَلَّ اِذَا رَاَ ذَرَّ حَمَۃً اَمَۃً مِنْ عِبَادِهِ قَبَضَ نَبِيَّهَا قَبْلَهَا فَجَعَلَهَا قَرَطًا وَّ

سَلَفًا بَيْنَ يَدَيْهَا لَعْنَى جَبَّ اللّٰهُ كَسَى اَمْتٍ پَر بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اسکے نبی کو اَمْت سے پہلے اپنے پاس بلا لیتا ہے، اور اسے اَمْت کیلئے اَمْت کے آگے آگے فائدہ مند بنا دیتا ہے (مسلم حدیث: ۵۹۶۵)۔

چوتھا اعتراض:- کسی مستحب یا مباح کام کے لیے دن مقرر کر لینا جائز نہیں۔

جواب:- نبی کریم ﷺ ہر پیر کو اپنے میلاد کا روزہ رکھتے تھے (مسلم ۱/۳۶۸)۔ اب فرمائیے حضور ﷺ نے ایک دن مقرر فرمالیا تھا کہ نہیں؟

آپ ﷺ جب مدینہ شریف میں ہجرت فرما ہوئے تو دیکھا کہ یہودی دس محرم کو روزہ رکھتے ہیں۔ معلومات لینے پر پتا چلا کہ یہ لوگ فرعون سے آزادی کا دن مناتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہم زیادہ حق رکھتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی آزادی کا دن منائیں۔ لہذا آپ ﷺ نے خود بھی اس دن کا روزہ رکھا اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کو بھی اس کا حکم دیا (بخاری ۱/۲۶۸ و مسلم ۱/۳۵۹)۔

اس حدیث کے ساتھ آیت قرآنی وَذَكِّرْهُمْ بِأَيَّامِ اللّٰهِ (ابراہیم: ۵) کو یاد رکھنے سے محققین کو یقینا انشراح صدر ہوگا۔

اب فرمائیے حضور ﷺ نے ۱۰ محرم کا دن مقرر رکھا یا نہیں؟ نیز میلاد تو بہت بڑی چیز ہے۔ اس حدیث سے تو یوم آزادی منانے کا بھی جواز ثابت ہو رہا ہے۔

پانچواں اعتراض:- میلاد کے دن کو عید کہنا جائز نہیں اور جس دن عید ہو اس دن روزہ نہیں رکھا جاسکتا۔

جواب:- نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جمعہ کے دن کو اللہ نے مسلمانوں کیلئے عید کا دن بنایا ہے (ابن ماجہ صفحہ ۷۷)۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک یہودی نے کہا کہ تمہارے قرآن کی یہ آیت اَلْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ اگر ہم پر نازل ہوتی تو ہم اس دن عید مناتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا (تم ایک عید کی بات کرتے ہو) اس دن ہماری دو عیدیں تھیں۔ ایک تو وہ جمعہ کا دن تھا اور دوسرے وہ عرفہ کا دن تھا (ترمذی مشکوٰۃ صفحہ ۱۲۱)۔

معلوم ہوا کہ عید کے لفظ پر کوئی ایسی پابندی نہیں جس کی وجہ سے میلاد شریف کے دن کو عید میلاد النبی ﷺ کا دن نہ کہا جاسکے۔ اور اگر آپ کی وہی تحقیق ہے جو سوال میں مذکور ہے تو پھر رمضان شریف میں آنے والے ہر جمعہ کا روزہ ترک فرما دیا کریں کہ وہ عید کا دن ہوتا ہے۔

چھٹا اعتراض:- مجلس میلاد کی ابتداء ساتویں صدی میں ایک بدکردار بادشاہ ابوسعید مظفر الدین، شاہ ارسل نے کی۔ علامہ ذہبی، ابن خلکان، سیوطی اور ابن جوزی نے اس بادشاہ کو فضول خرچ، رقاص، گانے بجانے والا لکھا ہے (عید میلاد النبی ﷺ کی حقیقت صفحہ ۶۵)۔

جواب:- اولاً آپ نے محفل میلاد کو ساتویں صدی کی ایجاد مان لیا ہے۔ الحمد للہ محفل میلاد کی تاریخ آٹھ سو سال پرانی نکل آئی ورنہ عوام تو یہی سمجھ رہے تھے کہ یہ چودھویں صدی کے ہندوستانی مسلمانوں کی ایجاد ہے۔

ثانیاً: آپ نے ذہبی، ابن جوزی، ابن خلکان اور سیوطی کی کتابوں کے حوالے نہیں دیے۔

ثالثاً: علامہ ابن جوزی کی تاریخ وفات ۵۹۷ ہجری ہے جو ان کی کتاب الوفا کے پہلے صفحہ پر مرقوم ہے۔ اور آپ نے خود لکھا ہے کہ مجلس میلاد کی ابتدا غلام بادشاہ نے ساتویں صدی میں کی۔ فرمائیے یہ علامہ ابن جوزی فوت ہو جانے کے بعد حاضر ناظر کیسے ہو گئے۔ اور آ کر اس بادشاہ کے بارے میں کتاب کیسے لکھ گئے۔ اور اگر اس سے مراد سبط ابن جوزی ہے تو آپ کو اس کی تصریح کرنا چاہیے تھی۔

مولانا عبدالحی لکھنوی فرماتے ہیں کہ ذہبی کی اولیاء اور صوفیاء کے خلاف کسی بات کا کوئی اعتبار نہیں (الرفع والتکمیل صفحہ ۳۱۰)۔ اس کے علاوہ انہوں نے اسی کتاب میں ابن جوزی اور ابن تیمیہ کو بھی غیر معتبر قرار دیا ہے۔

رابعاً: علامہ سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب ”حسن المقصد فی عمل المولد“ میں اس بادشاہ کا بڑی شان و شوکت اور ٹھاٹھ باٹھ کے ساتھ میلاد منانا لکھ کر اسے سراہا ہے اور اپنی مذکورہ کتاب میلاد کو جائز ثابت کرنے کیلئے لکھی ہے۔ وہ اس کتاب میں مظفر الدین کے بارے میں لکھتے ہیں کہ: أَخَذَ الْمُلُوكُ الْأَمْجَادُ وَالْكَبَرَاءُ الْأَجْوَادُ وَكَانَ لَهُ آثَارٌ حَسَنَةٌ یعنی وہ بڑی شان والا بادشاہ اور بڑا سخی امیر تھا اور اس کے اعمال نیک تھے (الحاوی للمفاویٰ ۱/۱۸۹)۔

آگے علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول نقل فرماتے ہیں: كَانَ يَغْمَلُ الْمَوْلِدَ الشَّرِيفَ فِي زَيْبِ الْأَوَّلِ وَيَخْتَفِلُ بِهِ اخْتِفَالًا هَائِلًا وَكَانَ شَهْمًا شَجَاعًا بَطْلًا عَاقِلًا عَادِلًا وَرَحْمَةً اللَّهِ وَآكْرَمَ مَشْرُوفًا یعنی وہ بادشاہ ربیع الاول میں میلاد شریف منایا کرتا تھا۔ اور زبردست محفل منعقد کرتا تھا اور وہ بڑا ذہین، دلیر، عقل مند، عالم اور عادل انسان تھا۔ اللہ کی اس پر رحمت ہو اور اس کا ٹھکانا جنت ہو (الحاوی للمفاویٰ ۱/۱۸۹)۔ اسکے بعد علامہ سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے سبط ابن الجوزی اور ابن خلکان کے اقوال بھی اپنے موقف کی تائید میں نقل کیے ہیں۔ اور ابن خلکان نے اس عالم کو بھی سراہا ہے جس نے میلاد شریف کے حق میں کتاب لکھ کر بادشاہ کو پیش کی تھی۔ كَانَ مِنْ أَغْيَانِ الْعُلَمَاءِ وَمَشَاهِيرِ الْفَضَلَاءِ (الحاوی للمفاویٰ ۱/۱۹۰)۔

علامہ سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس بادشاہ کو سراہتے ہوئے لکھا ہے: وَيَغْمَلُ لِلصُّوفِيَةِ سَمَاعًا۔ یعنی وہ صوفیاء کیلئے محفل سماع منعقد کرتا تھا۔ آپ نے اس کا ترجمہ گانا بجانا کر دیا ہے۔ علامہ سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے: وَيَزْفُضُ بِنَفْسِهِ مَعَهُمُ یعنی وہ خود صوفیاء کے ساتھ جھومتا اور وجد کرتا تھا۔ اسی لحاظ سے ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے لَعِبَتِ النُّجْبَةُ والی حدیث میں لعبت کا ترجمہ رقصت

لکھا ہے۔ مگر آپ نے نہایت بدگمانی سے کام لیتے ہوئے اس سے ”ناچتا“ مراد لیا ہے۔ اور علامہ سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ وہ بادشاہ میلاد پر لاکھوں دینار خرچ کرتا تھا۔ آپ نے اتفاق فی سبیل اللہ کو فضول خرچی کہہ دیا ہے۔ حالانکہ وہ بادشاہ اتنا محتاط شخص تھا کہ اس کی قمیض کی قیمت پانچ درہم سے بھی کم ہوتی تھی۔ ایک مرتبہ اس کی بیوی اس بات پر اس سے جھگڑ پڑی تو اس نے کہا کہ ”قیمتی لباس پہن کر فقیروں اور مسکینوں کو دھکے دینے سے بہتر ہے کہ میں پانچ درہم کا کپڑا پہن لوں اور باقی دولت اللہ کی راہ میں خیرات کر دوں“ (الحادی للفتاویٰ ۱/ ۱۹۰)۔

خامساً: اگر بالفرض وہ بادشاہ بدکردار ہی تھا تو پھر کیا ہوا؟ عین ممکن ہے یہی محافل میلاد اس کی بخشش کا سبب بن جائیں۔ اگر ابولہب کو میلاد سنانے کا فائدہ ہو سکتا ہے تو ایک مسلمان کو فائدہ کیوں نہیں ہو سکتا۔ خواہ لاکھ براہی۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرا کوئی عمل ایسا نہیں جسے میں اللہ کی بارگاہ میں پیش کر سکوں سوائے میلاد منانے کے (حاصل اخبار الاخیار صفحہ ۷۲۴)۔

منکرین میلاد کے اعتراضات کے جوابات آپ نے ملاحظہ فرمائے۔ اب کوئی ان حضرات سے بھی پوچھے کہ حکومت کے خلاف جلوس نکالنا، احتجاجی جلسے اور جلوس، غیر مسلموں کے خلاف جلوس اور مختلف سڑکوں پر دھرنے مار کر بیٹھنا کہاں سے ثابت ہے۔ آپ کے اپنے بزرگوں کے ایصال ثواب کیلئے برسیاں منانا کہاں سے ثابت ہے۔ مدارس کے سالانہ جلسے کہاں سے ثابت ہیں اور ان کیلئے دن مقرر کر لینے کا کیا جواز ہے۔ اور یہ آپ کے کسی مرکزی مدرسے کی صد سالہ اور ڈیڑھ سو سالہ تقاریب کا کیا ثبوت ہے، اور اسکی تاریخ مقرر کرنا کہاں سے ثابت ہے۔ اور یہ جو آپ میلاد کی بجائے سیرت کے جلسے منعقد کرتے رہتے ہیں، انکا کیا ثبوت ہے۔ کیا نبی کریم ﷺ یا خلفاء راشدین سمیت تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان، تابعین، تبع تابعین انخ ان تمام ہستیوں میں سے کسی سے ثابت ہے جنکے ناموں کی فہرست آپ میلاد کے ثبوت کا مطالبہ کرتے وقت ہمارے سامنے رکھ دیتے ہیں۔ براہ کرم غور فرمائیے کہ جو کام آپ خود کریں وہ جائز ہے اور اگر ہم کریں تو وہ ناجائز کیسے ہے۔ ہم سے قرآن و سنت میں سے کہیں تصریحات مانگی جائیں اور کہیں اشارے طلب کیے جائیں۔ جبکہ آپ کے اپنے پاس ایسی کوئی بھی دستاویز موجود نہ ہو۔ انصاف باید

انتہاء اولاً: شب قدر کی نسبت شب میلاد عبادات و نوافل کی زیادہ حق دار ہے کہ اس رات کو وہ ہستی تشریف لائی جن کے صدقے سے اہل اسلام کو لیلیۃ القدر نصیب ہوئی لہذا تمام اہل اسلام سے درخواست ہے کہ اس رات کو جاگ کریں اور کثرت سے عبادت کیا کریں۔

ثانیاً: جلوس میلاد میں مسجد نبوی شریف علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام کی شبیہ اس طرح بنا کر نکالنا جس طرح روافض تعزیر نکالتے ہیں، درست نہیں۔ اس کام میں دیگر خرابیوں کے علاوہ ایک نمایاں خرابی یہ ہے کہ اس میں روافض سے مشابہت پائی جاتی ہے۔

ثالثاً: محافل میلاد یا جلوس میں شریعت کے خلاف کوئی حرکت کرنا مثلاً ناچ گانا وغیرہ سخت منع ہے۔ ایسی

حرکت کرنے والا گناہگار ہے۔ علماء پر لازم ہے کہ ایسے لوگوں کو منع فرمائیں اور ہم نے بھی مذکورہ الفاظ کے ساتھ منع کر دیا ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ سرے سے میلاد کا ہی افکار کر دیا جائے۔ جس طرح اگر کوئی شخص مسجد میں شرارت کرے یا بچے نماز میں شرارت کریں تو نماز بند نہیں کر دینی چاہیے اور مسجد کو تالا نہیں لگا دینا چاہیے۔ بلکہ شرارت کرنے والوں کو منع کرنا چاہیے۔ پسو کی خاطر کبل کو نہیں جلا یا کرتے۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْإِتْلَافُ

صلی اللہ علی محمد و آلہ وسلم

